پیدائش حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما:

حضرات حسنین رضی اللہ عنہماکے سن ولادت اور عمر کے تعین وغیرہ کے سلسلے میں بےتکی اور واہی تباہی کہانیوں نے انتہا درجے کی دشواریاں کھڑی کر دی ہیں انہیں تاریخی روایات کے انبار میں سے ایسے ناقابل انکار قرائن و شواہد بھی پائے جاتے ہیں جو حق اور صداقت پر مبنی ہیں اور دیانتداری کے ساتھ ان پر غوروفکر کرکے حقائق کا کھوج لگایا جا سکتا ہے

ولادت حسن رضی اللہ عنہ:

روایت:حضرت حسن رضی اللہ عنہ جب سات دن کے ہوئے تورسول ﷺ نے دو ابلق گوسفند عقیقہ میں ذبح کیے اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا دائیہ کو ایک ران اور ایک اشرفی عطا فرمائی سر کے بال کنوا کر برابر چاندی تصدق کردی اور سر مبارک پر خوشبو لگائی اور فرمایا عقیقہ کا خون بچے کے سر پر ملنا

جلاءالعیون جلد1 صفحہ 370

روایت: اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا حضرت جعفر طیاررضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں اور یہ میاں بیوی فتح خیبر کے بعد مدینہ تشریف لاتے ہیں

غزوہ خیبرکب واقع ہوا

غزوہ خیبر محرم 7ھ (مئی 628ء) میں ہوا کیوں کہ فتح خیبر کے موقع پر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اورحضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا حبشہ میں تھے اور انہوں نے مدینے کی ہجرت سے پہلے حبشہ کی ہجرت کی تھی تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا غزوہ خیبر کے بعد مدینہ تشریف لائے

بخاری جلد 2 صفحہ 670

حیات القلوب جلد 1 صفحہ 669

المعارف صفحہ96 بلاتفاق

خلاصہ:

١...حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا دائیہ ہیں

٢...حضرت اسماء اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ فتح خیبر کے بعد مدینہ آئے

٣...غزوہ خیبر محرم 7ہجری میں ہوا

تو اس اعتبار سے ولادت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سنہ8یا7 ہجری کی ہوئی

ولادت حسین رضی اللہ عنہ: روایت:حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول ﷺ سے عرض کی کہ میں نے بہت برا خواب دیکھاکہ رسول ﷺ کے جسم کا ٹکڑا کاٹ کر میری جھولی میں ڈالا گیارسول ﷺ نے فرمایا یہ خواب بہت اچھا ہے حضرت فاطمہ( رضی اللہ عنہ) کے ہاں لڑکا ہو گا اور وہ تری گود میں رہے گا جب حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوے تو وہ میری گود میں رہے

بخاری جلد 2 صفحہ 572

طبقات جلد8 صفحہ 365

خلاصہ:

١..حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ام فضل رضی اللہ عنہا فتح مکہ کے موقع پر اسلام لاے

٢...فتح مکہ کے بعد مدینہ آئے یہ واقعہ 8 ہجری کا ہے اس کے بعدحضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوے

٣...فتح مکہ 20رمضان سنہ 8 ہجری بمطابق 10 جنوری سنہ 630 عیسوی

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی کم عمری کا اندازہ مختلف روایات سے بھی ہوتا ہے ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ اپنےدورخلافت میں عصرکی نمازپڑھ کر تشریف لے جا رہے تھے کہ اچانک آپؓ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا آپؓ نے فرمایا یہ رسول ﷺ کے ہمشکل ہیں نہ کہ آپ ؑکے اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنس دیے

بخاری جلد 1 صفحہ 530-501

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ کے ساتھ رہتا تھا وہ رسول ﷺ کا حلیہ مبارک بیان فرماتے تھے

1 طبرانی جلد 1 صفحہ 386

طبقات ابن سعد جلد2صفحہ 172

سبائی روایت:

حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا)فرماتی ہیں جب حسن متولد ہوےمیرے پدر بزرگوار نے مجھے حکم فرمایا جو کپڑا مجھے اچھا معلوم ہو وہ پہنوں جب تک حسن کا دودھ بڑھے بعد اس کے پدربزرگوار مجھے دیکھنے آئے اور دیکھا کہ حسن میرا دودھ پی رہا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا دودھ چھڑا دو میں نے عرض کیا بہت اچھا پھر فرمایا اگر علی تمہارے پاس آئے تو منع نہ کرنا اس لئے کہ میں تمہارے چہرے پر ایک نوروضیاء مشاہدہ کرتا ہوں اور جانتا ہوں کہ بہت جلد تم سے ایک فرزند پیدا ہوگا

جلاءالعیون جلد2 صفحہ 5

سبائی روایت:

فاصلہ میان امام حسن اور امام حسین بقدر مدت حمل تھا اور مدت ایام حمل امام حسین چھ 6 ماہ تھی کوئی فرزند جو 6چھ ماہ کا پیدا ہوا ہو زندہ نہیں رہا مگر حسین اور عیسی بن مریم

جلاء العیون جلد 2 صفحہ 51-50

خلاصہ:سبائیت زدہ تاریخ نوسیوں نے اپنا پورا زور لگایا ہے کہ کسی طرح حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عمر کو زیادہ سے زیادہ ثابت کیا جا سکےاب چاہے تو اس کو ثابت کرنے میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ یا نانا رسول ﷺ کی شان میں کتنی ہی گستاخی ہو بس کسی طرح ان کی عمر دوچار مہینے زیادہ ثابت کیجا سکے تا کہ جو باتیں ان کی طرف منسوب ہیں ان کو قابل اعتبار بنایا جا سکے اور کمسنی کی وجہ سے ان کا انکارناکیا جا سکے اب چاہے تو وہ باتیں انسانی شرافت کے خلاف ہی کیوں نا ہوں عقل سلیم کے خلاف ہی کیوں نا ہوں اور اس قسم کی روایات کثرت سے موجود ہیں

نتیجہ:حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک وصال رسول ﷺ کے وقت کم و بیش تقریب 3 تین سال تھی

حضرت حسینؓ کی ولادت سنہ 9 ہجری میں ہوئی تو حضرت 💎حسین رضی اللہ عنہ کی عمر وصال رسول ﷺ کے وقت کم وبیش 2 دو سال کی ہوئی کیوں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا مدینہ میں فتح مکہ کے بعد تشریف لائے

💎 ہمارے سیرت نگاروں نے بھی بلا تحقیق حسینین کریمین رضی اللہ عنہما کی عمر 6-9-10-11-13 تک لکھی ہے

تکوین ربانی:

یاد رہے کسی خاص انسان کا کسی خاص وقت میں پیدا ہونا تکوین ربانی ہے جسے کسی کے لیے بھی ٹالنا یا اس سے انکار کرنا ممکن نہیں

اذا اراد اللہ شیء ان یقول لہ کن فیکون تو حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا نبوت کے آخری سالوں میں پیدا ہونا تکوین ربانی ہے مثال دیتے چلیں

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بننا۔ نبی ناہوتےہوئے کار نبوت کو نہج نبوت پر ہوبہو ادا کرنا اور نبوت کے بعد جو کجی پیدا ہورہی تھی اس کو سیدھا کرنا

مثال....جو شخص رسول ﷺ کوزکوۃمیں جانورکے ساتھ رسی دیتا تھا وصال رسول ﷺ کے بعد اگر رسی نادی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اس سے رسی لینے کے لیے لڑنے کا عزم کرنا بعدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کار نبوت کو نہج نبوت پر وسعت دینا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر اسلامی اصلاحات لانا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کاکارنبوت کو نہج نبوت پر وسعت دینا اور تزکیۃ النفس کی ضرورت پیش آنا جس کی وجہ سے انتشاراورافتراق کا پیدا ہونا ایک بات خاص یاد رکھنے کی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کے دور میں قضاوت و تحکیم کے فیصلوں کے ساتھ خاص منسلک رہیے اور یہ ہی سابقہ چاروں(رسول ﷺ و شیخین) ادوار ان کی تربیت کے تھے کیوں کہ انہوں نے امت کو انتہائی مشکل دور میں سنبھالنا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کارنبوت کو نہج نبوت پر تزکیۃ النفس کے ساتھ پوراکیااور امت کو سنبھالا اور اسی وقت کے لیے اللہ نے آپؓ کی تربیت فرمائی تھی اور تزکیۃ النفس کے جتنے سلسلے ہیں وہ حضرت علیؓ سے اسی وجہ سے منسلک ہیں کہ پہلے تینوں خلفاء کے ادوار میں کارنبوت کو نھج نبوت پر پھیلاناتھا اور نبوت کا زمانہ قریب تر ہونےکی وجہ سے تزکیۃ النفس کی ضرورت نہیں تھی لیکن وسعت اسلام کی وجہ سےاورنبوت کےزمانےکے دور ہونےکی وجہ سے اب تزکیۃ النفس کی ضرورت محسوس ہوئی اور یہی وہ تکوین ربانی تھی جس کے لیے اللہ تعالی نےحضرت علی رضی اللہ عنہ کی تربیت کی تھی

تعرض:حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی ثابت شدہ کم عمری کے با وجود اور صحابی رسول ﷺ کی جو تعریف محدثین و محققین نے کی ہے انہیں جلیل قدر صحابہؓ ابوبکر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے کیسے افضل وعظیم قرار دیا جاےکیا یہ تکوین ربانی پر اعتراض نہیں ہے؟؟؟؟

2023-01-21

From vivo Notes

ديوان الحديث النبوي

(١)

# صحيح البخاري

## وهو: الجامع المسند الصحيح

المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

المتوفى سنة ٢٥٦ هجرية

طبعة مراجعة ومصححة على النسخة السلطانية

مع رفع الالتباس عن رموزها

المجلد الخامس

مركز البحوث وتقنية المعلومات

دار التأصيل

• [٤٢١٦] حدثني[٣] مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى ﷺ قَالَ: بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ، فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِينَ إِلَيْهِ، أَنَا وَأَخَوَانِ لِي أَنَا أَصْغَرُهُمْ، أَحَدُهُمَا أَبُو بُرْدَةَ وَالْآخَرُ أَبُو رُهْمٍ - إِمَّا قَالَ: بِضْعٌ[٤]، وَإِمَّا قَالَ: فِي ثَلَاثَةٍ وَخَمْسِينَ، أَوِ اثْنَيْنِ وَخَمْسِينَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي[٥] - فَرَكِبْنَا سَفِينَةً، فَأَلْقَتْنَا سَفِينَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ،

---

(١) للراجل: للماشي. (انظر: النهاية في غريب الحديث، مادة: رجل).

• [٤٢١٤] [التحفة: خ ٧٨٨٩]

(٢) لأبي ذر عن المستملي: «بي».

• [٤٢١٥] [التحفة: خ دس ق ٣١٨٥]

(٣) عليه صح.

(٤) لأبي ذر وعليه صح: «بضعًا». وللأصيلي: «في بضع».

(٥) لأبي ذر، والمستملي: «من قومه».

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com



فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا جَمِيعًا، فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ ﷺ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ، وَكَانَ أُنَاسٌ مِنَ النَّاسِ يَقُولُونَ لَنَا، يَعْنِي: لِأَهْلِ السَّفِينَةِ: سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ.

وَدَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ - وَهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا - عَلَى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ زَائِرَةً، وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيمَنْ هَاجَرَ، فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى حَفْصَةَ وَأَسْمَاءُ عِنْدَهَا، فَقَالَ عُمَرُ حِينَ رَأَى أَسْمَاءَ: مَنْ هَذِهِ؟ قَالَتْ: أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، قَالَ عُمَرُ: الْحَبَشِيَّةُ هَذِهِ الْبَحْرِيَّةُ[١] هَذِهِ، قَالَتْ أَسْمَاءُ: نَعَمْ، قَالَ: سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ، فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْكُمْ، فَغَضِبَتْ، وَقَالَتْ: كَلَّا وَاللهِ، كُنْتُمْ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ، وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ، وَكُنَّا فِي دَارٍ - أَوْ فِي أَرْضِ - الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ بِالْحَبَشَةِ، وَذَلِكَ فِي اللهِ وَفِي رَسُولِهِ[٢] ﷺ، وَايْمُ اللهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا، وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتَّى أَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُولِ اللهِ[٣] ﷺ، وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذَى وَنُخَافُ، وَسَأَذْكُرُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَسْأَلُهُ، وَاللهِ لَا أَكْذِبُ وَلَا أَزِيغُ وَلَا أَزِيدُ عَلَيْهِ.

فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ، إِنَّ عُمَرَ قَالَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: «**فَمَا قُلْتِ لَهُ؟**» قَالَتْ: قُلْتُ لَهُ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: «**لَيْسَ بِأَحَقَّ بِي مِنْكُمْ، وَلَهُ وَلِأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ، وَلَكُمْ أَنْتُمْ أَهْلَ[٤] السَّفِينَةِ هِجْرَتَانِ**».

وَدَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ - وَهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا - عَلَى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ زَائِرَةً، وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيمَنْ هَاجَرَ، فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى حَفْصَةَ وَأَسْمَاءُ عِنْدَهَا، فَقَالَ عُمَرُ حِينَ رَأَى أَسْمَاءَ: مَنْ هَذِهِ؟ قَالَتْ: أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، قَالَ عُمَرُ: الْحَبَشِيَّةُ هَذِهِ الْبَحْرِيَّةُ[1] هَذِهِ، قَالَتْ أَسْمَاءُ: نَعَمْ، قَالَ: سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ، فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْكُمْ، فَغَضِبَتْ، وَقَالَتْ: كَلَّا وَاللهِ، كُنْتُمْ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ، وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ، وَكُنَّا فِي دَارٍ - أَوْ فِي أَرْضِ - الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ بِالْحَبَشَةِ، وَذَلِكَ فِي اللهِ وَفِي رَسُولِهِ[2] ﷺ، وَايْمُ اللهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا، وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتَّى أَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُولِ اللهِ[3] ﷺ، وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذَى وَنُخَافُ، وَسَأَذْكُرُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَسْأَلُهُ، وَاللهِ لَا أَكْذِبُ وَلَا أَزِيغُ وَلَا أَزِيدُ عَلَيْهِ.

فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ، إِنَّ عُمَرَ قَالَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: «**فَمَا قُلْتِ لَهُ؟**» قَالَتْ: قُلْتُ لَهُ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: «**لَيْسَ بِأَحَقَّ بِي مِنْكُمْ، وَلَهُ وَلِأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ، وَلَكُمْ أَنْتُمْ أَهْلَ[4] السَّفِينَةِ هِجْرَتَانِ**».

(١) قوله: «الْحَبَشِيَّةُ هَذِهِ الْبَحْرِيَّةُ» كذا في اليونينية: «الْحَبَشِيَّةُ»، «الْبَحْرِيَّةُ» بغير مد الهمزة فيهما، وفي القسطلاني بمدّها.

(٢) لأبي ذر، وعليه صح: «ارسولِ اللهِ».

(٣) قوله: «لِرَسُولِ اللهِ» لأبي ذر وعليه صح: «للنبيّ».

(٤) عليه صح صح.

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com



قَالَتْ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسَى وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ يَأْتُونِي[1] أَرْسَالًا[2] يَسْأَلُونِي[3] عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ بِهِ أَفْرَحُ وَلَا أَعْظَمُ فِي أَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ.

قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَلَقَدْ[4] رَأَيْتُ أَبَا مُوسَى وَإِنَّهُ لَيَسْتَعِيدُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنِّي.

# تاريخ مدينة دمشق

وذكر فضلها وتسمية من حلها من الأماثل أو اجتاز بنواحيها من وارديها وأهلها

تصنيف

الإمام العالم الحافظ أبي القاسم علي بن الحسن
ابن هبة الله بن عبد الله الشافعي
المعروف بابن عساكر
٤٩٩ هـ - ٥٧١ هـ

دراسة وتحقيق

محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي

الجزء الرابع عشر

الحسن بن يحيى . حفص الاموي

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

أو جلس وضعه، ثم جلس فبكى، ثم مد يده، فقلت حين قضى الصلاة: يا رسول الله إني رأيتك اليوم صنعت شيئاً ما رأيتك تصنعه؟ قال: «**إن جبريل أتاني فأخبرني أن هذا تقتله أمتي، فقلت: أرني**» فأراني تربةً حمراء[٣٥٣٥].

**أَخْبَرَنا** أَبُو القاسم بن السَّمرقندي، أنا أَبُو الحُسَيْن بن النَّقُّور، أنا أَبُو الحَسَن أَحْمَد بن مُحَمَّد بن عمران المعروف بابن الجندي، نا أَبُو رَوْق، أَحْمَد بن مُحَمَّد بن بكر الهِزَّاني(١)، نا الرياشي - يعني العباس بن الفرج - نا مُحَمَّد بن إسماعيل أَبُو سمينة، عن مُحَمَّد بن مُصْعَب القَرْقَساني، عن الأوزاعي، عن شدّاد أبي عمّار، قال: قالت أم الفضل بنت الحارث - زوجة العباس بن عبد المطلب -: رأيت يا(٢) رسول الله ﷺ رؤيا أعظمك أن أذكرها لك، قال: «**اذكريها**» قالت: رأيت كأن بضعة منك قُطعت فوُضعت في حجري، فقال ﷺ: «**فاطمة حبلى تلد غلاماً اسميه حسيناً وتضعه في حجرك**»، قالت(٣): فولدت فاطمة حسيناً فكان في حجري أربيه، فدخل عليّ يوماً وحسين معي فأخذه يلاعبه ساعة ثم ذرفت عيناه، فقلت: ما يبكيك؟ قال: «**هذا جبريل يخبرني أن أمتي تقتل ابني هذا**»[٣٥٣٦].

**أَخْبَرَنا**[ه] عالياً أَبُو عبد الله الفُرَاوي، أنبأ أَبُو بكر البيهقي، نا مُحَمَّد بن عبد الله الحافظ(٤)، أنا أَبُو عبد الله مُحَمَّد بن علي الجوهري - ببغداد - نا أَبُو الأحوص مُحَمَّد بن الهيثم القاضي، نا مُحَمَّد بن مُصْعَب، نا الأوزاعي، عن أبي عمّار شدّاد بن عبد الله، عن [أم](٥) الفضل بنت الحارث أنها دخلت على رسول الله ﷺ فقالت: يا رسول الله إني رأيت حلماً منكراً الليلة، قال: «**وما هو؟**» قالت(٦): إنه شديد، قال: «**وما هو؟**» قالت: رأيت كأن قطعة من جسدك قُطعت ووُضعت في حجري، قال: فقال رسول الله ﷺ: «**رأيتِ خيراً، تلد فاطمة - إن شاء الله - غلاماً فيكون في حجرك**» فولدت

---

(١) إعجامها غير واضح بالأصل والصواب عن الأنساب (الهزاني) وهذه النسبة إلى هزان بطن من عتيك، ذكره السمعاني وترجم له وله ترجمة في ميزان الاعتدال ١/ ١٣٢.
و «روق» ضبطت عن تقريب التهذيب.

(٢) بالأصل: برسول الله ﷺ. والمثبت عن الترجمة المطبوعة.

(٣) بالأصل «قال».

(٤) الخبر في المستدرك ٣/ ١٧٩ ونقله عنه البيهقي في دلائل النبوة ٦/ ٤٦٨ - ٤٦٩.

(٥) زيادة عن البيهقي.

(٦) بالأصل «قال» والمثبت عن البيهقي.

# جلاء العیون

جلد اوّل

سوانح چہاردہ معصومین علیہم السلام

تالیف

ملا محمد باقر مجلسیؒ بن علامہ محمد تقی مجلسیؒ

ترجمہ

علامہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر۔ 260756, 269598

مارچ 2001 ہدیہ -/

محمدؐ کے ہاں پیدا ہوا ہے۔ جاؤ اور مبارکباد دیکر کہو کہ علیؑ تم سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰؑ سے ہے پس علیؑ کے دوسرے فرزند کو ہارون کے دوسرے فرزند کے نام کے ساتھ مسمّیٰ کرو۔ جب جبرئیل نازل ہوئے۔ اور بعد تہنیت پیغام ملک علام حضرت خیر الانام کو پہونچایا۔ حضرتؐ نے کہا۔ اس فرزند کا نام کیا تھا۔ جبرئیل نے کہا۔ شبیر نام تھا۔ حضرتؐ نے ارشاد کیا۔ میری زبان عربی ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ حسینؑ نام رکھیئے کہ یعنی شبیر کے ہے پس حسین نام رکھا۔ ایضاً بسند ہائے معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے۔ کہ اسماء بنت عمیس نے کہا جب امام حسنؑ متولد ہوئے۔ میں ان کی دایہ تھی۔ پس جناب رسول خداؐ تشریف لائے۔ اور کہا اے اسماء میرے فرزند کو لاؤ۔ امام حسنؑ کو میں جامۂ زرد میں لپیٹ کر لائی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ میں نے تم کو منع نہیں کیا کہ جو فرزند پیدا ہو۔ اسے زرد کپڑے نہ پہناؤ۔ پھر حسنؑ کو سفید کپڑے پہنا کر حضرت کی خدمت میں لے گئی۔ آنحضرتؐ نے حسنؑ کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ اور جناب امیرؑ سے پوچھا۔ اس کا کیا نام رکھا ہے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت میں نے اس فرزند کے نام رکھنے میں آپ پر سبقت نہیں کی۔ لیکن میں چاہتا ہوں۔ اس کا نام حرب رکھوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں بھی اس فرزند کا نام رکھنے میں سبقت نہیں کروں گا اس وقت جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا حق تعالیٰ بعد سلام فرماتا ہے۔ اس فرزند کا نام ہارون کے بیٹے کا رکھو۔ پس حضرتؐ نے حسنؑ نام رکھا جب ساتواں دن ہوا حضرت نے دو ابلق گوسفند عقیقہ میں ذبح کئے۔ اور اسماء بنت عمیس دایہ کو ایک ران اور ایک اشرفی عطا فرمائی۔ اور امام حسنؑ کے سر مبارک کے بال کٹوا کر برابر چاندی کے تصدق کر دیئے۔ اور امام حسنؑ کے سر مبارک پر خلوق کہ ایک خوشبو ہے لگائی۔ اور فرمایا اے اسماء خون عقیقہ بچہ کے سر پہ ملنا۔ . . . . .

اس نے کہا بعد ایک سال کے امام حسین پیدا ہوئے۔ اور آنحضرت نے فرمایا اے اسماء میرے فرزند کو میرے پاس لاؤ۔ پس میں امام حسینؑ کو سفید کپڑے پہنا کر حضرت کی خدمت میں لائی۔ آنحضرت نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ اور اپنے دامن میں لے کر رونے لگے۔ اسماء نے کہا۔ یا حضرت آپ پر سے میرے ماں باپ قربان ہوں۔ آپ کیوں روتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اے اسماء باغی اور ظالم بعد میرے اس فرزند کو شہید کریں گے۔ خدا میری شفاعت ان ظالموں کے حق میں قبول نہ فرمائے۔ پھر ارشاد کیا اے اسماء یہ خبر فاطمہؑ سے بیان نہ کرنا کیونکہ یہ فرزند ابھی متولد ہوا ہے۔ اس غم و مصیبت کا سننا اسے مضر ہوگا پھر جناب امیرؑ سے کہا اے علیؑ تم نے اس فرزند کا کیا نام رکھا ہے۔ انہوں نے عرض کی یا حضرت اس فرزند کا نام رکھنے میں۔

أحاديث: 3776 — 4977

كتاب مناقب الأنصار — كتاب التفسير

# صحیح بخاری (اُردو)

4

تالیف

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی

دار السلام
DARUSSALAM

٤٢٣٠ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِينَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخَوَانِ لِي أَنَا أَصْغَرُهُمْ،

[4230] حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم لوگ یمن میں تھے جب ہمیں نبی ﷺ کی (مکہ سے) روانگی کی اطلاع ملی۔ ہم بھی ہجرت کر کے آپ کی طرف چل پڑے۔ ایک میں اور دو میرے بھائی۔ میں سب سے چھوٹا تھا۔ بھائیوں میں سے ایک کا نام ابو بردہ اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



أَحَدُهُمَا أَبُو بُرْدَةَ وَالْآخَرُ أَبُو رُهْمٍ - إِمَّا قَالَ: بِضْعًا، وَإِمَّا قَالَ: فِي ثَلَاثَةٍ وَّخَمْسِينَ أَوِ اثْنَيْنِ وَخَمْسِينَ رَجُلًا مِّنْ قَوْمِي - فَرَكِبْنَا سَفِينَةً، فَأَلْقَتْنَا سَفِينَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ، فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتّٰى قَدِمْنَا جَمِيعًا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ ﷺ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ، وَكَانَ أُنَاسٌ مِّنَ النَّاسِ يَقُولُونَ لَنَا - يَعْنِي لِأَهْلِ السَّفِينَةِ -: سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ. وَدَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ - وَهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا - عَلٰى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ زَائِرَةً وَّقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيمَنْ هَاجَرَ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلٰى حَفْصَةَ، وَأَسْمَاءُ عِنْدَهَا، فَقَالَ عُمَرُ حِينَ رَأٰى أَسْمَاءَ: مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَتْ: أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، قَالَ عُمَرُ: آلْحَبَشِيَّةُ هٰذِهِ؟ آلْبَحْرِيَّةُ هٰذِهِ؟ قَالَتْ أَسْمَاءُ: نَعَمْ، قَالَ: سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ، فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْكُمْ، فَغَضِبَتْ وَقَالَتْ: كَلَّا وَاللهِ، كُنْتُمْ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ وَكُنَّا فِي دَارٍ - أَوْ فِي أَرْضٍ - الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ بِالْحَبَشَةِ وَذٰلِكَ فِي اللهِ وَفِي رَسُولِهِ ﷺ، وَايْمُ اللهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَّلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتّٰى أَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذٰى وَنُخَافُ، وَسَأَذْكُرُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَسْأَلُهُ وَاللهِ لَا أَكْذِبُ وَلَا أَزِيغُ وَلَا أَزِيدُ عَلَيْهِ. [راجع: ٣١٣٦]

دوسرے کا نام ابورہم تھا۔ انھوں نے کہا: ہمارے ساتھ میری قوم کے پچاس سے کچھ زیادہ یا انھوں نے کہا: ترپین (53) یا باون (52) افراد اور بھی تھے۔ ہم سب کشتی میں سوار ہوئے تو ہماری کشتی نے ہمیں نجاشی کی سرزمین حبشہ میں جا اتارا۔ وہاں ہماری ملاقات حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ سے ہوئی اور ہم نے ان کے پاس ہی قیام کیا۔ پھر ہم سب اکٹھے روانہ ہوئے تو نبی ﷺ سے اس وقت ملاقات ہوئی جب آپ خیبر فتح کر چکے تھے۔ دوسرے لوگ ہم اہل سفینہ سے کہنے لگے کہ ہم ہجرت کے اعتبار سے تم پر سبقت رکھتے ہیں۔ حضرت اسماء بنت عمیس ؓ بھی ہمارے ساتھ آئی تھیں۔ وہ نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت حفصہ ؓ کے پاس ملاقات کے لیے گئیں جبکہ اسماء ؓ نے بھی نجاشی کی طرف جماعت مہاجرین کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ حضرت عمر ؓ، حضرت حفصہ ؓ کے پاس آئے تو اس وقت حضرت اسماء بنت عمیس ؓ بھی ان کے ہاں موجود تھیں۔ حضرت عمر ؓ نے حضرت اسماء ؓ کو دیکھ کر پوچھا: یہ کون ہے؟ حضرت حفصہ ؓ نے کہا: یہ حضرت اسماء بنت عمیس ؓ ہے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: وہی حبشہ سے ہجرت کر کے آنے والی؟ سمندری راستے سے آنے والی؟ حضرت اسماء ؓ نے کہا: ہاں، وہی ہوں۔ حضرت عمر ؓ نے کہا: ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے، اس بنا پر ہم رسول اللہ ﷺ پر تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ یہ بات سن کر حضرت اسماء ؓ غصے میں آ گئیں اور کہنے لگیں: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، تم میں سے اگر کوئی بھوکا ہوتا تو آپ اسے کھانا کھلاتے اور تمھارے جاہلوں کو نصیحت کرتے تھے۔ لیکن ہم ایسی جگہ میں یا سرزمین حبشہ کے ایسے ایسے علاقے میں رہتے تھے جو نہ صرف دور تھا

www.KitaboSunnat.com



بلکہ دین اسلام سے وہاں نفرت تھی۔ یہ سب کچھ ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر برداشت کیا تھا۔ اللہ کی قسم! میں اس وقت تک نہ تو کھانا کھاؤں گی اور نہ کچھ پیوں گی جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے ان باتوں کا ذکر نہ کرلوں جو آپ نے کہی ہیں۔ وہاں ہمیں ایذا دی جاتی تھی اور ہم خوف و ہراس میں مبتلا رہتے تھے۔ میں یہ سب کچھ نبی ﷺ سے ضرور بیان کروں گی اور آپ سے دریافت کروں گی۔ اللہ کی قسم! میں نہ جھوٹ بولوں گی اور نہ غلط کہوں گی اور نہ اپنی طرف سے کوئی بات بڑھاؤں گی۔

قُثَمٍ، قَالَتْ: فَجِئْتُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ، فَبَالَ، فَضَرَبْتُ كَتِفَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَوْجَعْتِ ابْنِي، رَحِمَكِ اللَّهُ»

حضرت قابوس بن مخارق رحمہ اللہ سے روایت ہے،
حضرت ام فضل ( لبابہ بنت حارث ) رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! میں نے ( خواب میں ) دیکھا گویا میرے گھر میں آپ کے جسم مبارک کا حصہ ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے اچھی چیز دیکھی ہے۔ فاطمہ ( رضی اللہ عنہا ) کے ہاں لڑکا پیدا ہو گا تو تم اسے دودھ پلاؤ گی۔“ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی تو انہیں ام الفضل رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا جو قثم ( بن عباس ) رضی اللہ عنہ سے تھا۔ انہوں نے بیان فرمایا: میں انہیں ( حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو ) لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کی آغوش میں رکھ دیا۔ بچے نے پیشاب کر دیا تو میں نے اس کے کندھے پر چپت لگائی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تجھ پر رحم کرے! تو نے میرے بیٹے کو تکلیف پہنچائی ہے۔“

وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا

وہ (کافر) آپ کے پاس کوئی بھی ایسی مثال نہیں
لاتے کہ (جس کے جواب میں) ہم آپ کے پاس حق اور احسن تفسیر
نہ لائے ہوں (الفرقان)

# تفسیر آیت مباہلہ

مصنفہ

عبد الغنی شہید الخطیب

کی صحیح تاریخ پیدائش ہے اگر یہ جُوئے شیر لائی جاسکے تو حضرت حسینؓ کی عمر کا مسئلہ بآسانی حل ہوجائے ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے میری مدد فرمائیں اور کامیابی سے ہمکنار کریں آمین ؎ این دعا از من و جملہ جہاں آمین باد

**حضرت حسنؓ کی تاریخ پیدائش** میں اس سلسلے کی ابتدا تاریخ طبری سے کرتا ہوں یہ پہلا مورخ ہے اور شیعہ بھی ہے اس کی تحقیق بھی ملاحظہ ہو شاید یہی ہمیں منزل مقصود تک پہنچا دے مگر اس میں مشکل یہ ہے کہ روایات باہم متناقض ہیں آخر فیصلہ پھر ہمیں ہی سمجھ سمجھ کر دلائل کی روشنی میں کرنا پڑیگا کہ حقیقت کیا ہے اور اس کا مسخ شدہ چہرہ کیا، لیجئے ملاحظہ فرمائیے ۔

وفی ہذہ السنۃ اعنی ثلاث من الھجرۃ ولد الحسن بن علی بن ابی طالب فی النصف من شھر رمضان وفیھا علقت فاطمۃ بالحسین صلوات اللہ علیھا وقیل لم یکن بین ولادتھما الحسن وحملھا بالحسین الا خمسون لیلۃ (طبری جلد نمبر ۲ صـ۲۹)

اور اس سال یعنی تین ہجری میں حسن بن علی ابی طالب نصف رمضان میں پیدا ہوئے اور اسی سال فاطمہ صلوات اللہ علیہا حسین سے حاملہ ہوئیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت حسن کی ولادت اور حضرت حسین کے شکم مادر میں آنے میں صرف پچاس راتوں کا وقفہ ہے۔

ان مورخین سے کوئی پوچھے تمہیں کسطرح پتہ چل گیا کہ حضرت فاطمہؓ کو حسن کی پیدائش سے پچاس دن بعد پھر حمل ہوگیا کیا ان کو حضرت علیؓ یا حضرت فاطمہؓ نے بتایا تھا جبکہ تقریباً چالیس دن تو نفاس کے بن جاتے ہیں جن میں قربت زوجین حرام ہے۔ اگرچہ ہم اس امکان



کی تردید نہیں کرتے مگر اس کے ثبوت کے لئے بھی تو دلیل چاہیئے۔ خالی کسی کا کہدینا صحت واقعہ کے لئے دلیل نہیں بن جاتا اور پھر لفظ قیل سے اس روایت کا ضعیف ہونا تو خود طبری کو بھی تسلیم ہے۔

اس قسم کی دوراز کار باتیں مورخین کی کتابوں میں بہت ملتی ہیں معلوم ہیں ان مخفی اسرار کا ان کو الہام ہوتا ہوگا ۔ تاریخ اسلامی میں سب سے بڑی خامی یہی رہی کہ واقعات کی تحقیق نہیں کی گئی ہر سُنی ہوئی بات لکھ دی گئی ۔ درایت کا اصول تو تاریخ میں کہیں ملتا ہی نہیں اس کی مثالیں دوں تو طوالت ہوجائیگی اور اصل مسئلہ دور جا پڑے گا بس اشارہ کافی ہے۔

**حضرت حسینؓ کی تاریخ پیدائش** وفیھا ولد الحسین بن علی بن ابی طالب لیال خلون من شعبان ج ۲ صـ۲۹ (طبری واقعات چار ہجری)

اور اس سال حسین بن علی بن ابی طالب شعبان کی کچھ راتیں گذری تھیں کہ پیدا ہوئے،

اب آیئے طبری کی حضرت حسنؓ کی پیدائش پر ایک اور جھلک ملاحظہ کیجئے وہ پیدائش نہیں لکھ رہا ہے واقعہ اور لکھ رہا ہے مگر جب واقعہ کی منظر کشی اپنے روایتی انداز میں کرتا ہے تو پہلا لکھا ہوا بھول جاتا ہے سچ ہے دروغ گو را حافظہ نباشد۔

**واقعہ کا پس منظر** پہلے عرض کرتا ہوں تاکہ قارئین کی معلومات میں اضافہ بھی ہو اور سمجھنے میں دشواری بھی نہ ہو واقعہ یہ ہوا جب ۸ ہجری میں مکہ والوں نے صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کی تو حضور علیہ السلام کو یہ اطلاع ملی ۔ آپ نے مکہ پر چڑھائی کرنے کی تیاریاں شروع



کردیں مکہ والوں کو بھی اطلاع مل گئی انہوں نے اپنی غلطی کا احساس کیا اور حضور علیہ السلام کو اس ارادے سے باز رکھنے کے لئے ایسے آدمی کو بھیجنا چاہا جس کی حضور علیہ السلام قدر کرتے تھے وہ حضرت ابوسفیانؓ تھے ۔ یہ مدینہ پہنچے تو پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملے اور آنے کی وجہ بیان کی اُدھر سے کوئی جواب نہ ملا تو مایوس ہوکر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور وہی حالت ہوئی ان میں سے کسی نے حضور علیہ السلام کے روبرو سفارش نہ کی اُنہوں نے کہا حضور علیہ السلام اب پختہ عزم کرچکے ہیں انکو کوئی روکنے والا نہیں آخر کار وہ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور سفارش کی درخواست کی ۔

اس واقعہ کو طبری نے تفصیل سے لکھا ہے وہ لکھتا ہے جب حضرت ابوسفیانؓ حضرت علیؓ کے گھر گئے ان کے پاس حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں اور ان کے پاس حسن بن علی چھوٹے بچے تھے جو ماں کے سامنے قدم قدم چل رہے تھے عبارت ملاحظہ ہو

فدخل علی علیّ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وعندہ فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندھا الحسن بن علی غلام یَدِبُّ بین یدیھا

(جلد دوم واقعات ۸ ہجری صـ۱۱۳ طبع بیروت)

یدب دراصل رینگنے کو کہتے ہیں دَبٌّ مصدر ہے اسی سے دآبّہ ہے یہ عمر ایک سال سے بھی کم بنتی ہے اور زیادہ سے زیادہ سال ہوگی اسی لئے تو کوئی کوئی قدم رکھ کر چل رہا ہے اس عمر میں بچہ تیز نہیں چل سکتا

اس تفصیل کے بعد میں یہ کہوں گا یہ بالکل درست ہے اسکی



تائید ملا باقر مجلسی کے بیان سے بھی ہوتی ہے کیونکہ ان حضرات کی پیدائش کے وقت دایہ حضرت اسماءؓ بنت عُمَیس زوجہ محترمہ حضرت جعفرؓ جو حضرت علیؓ کے بڑے بھائی تھے یہ حضرت جعفر کے ساتھ حبشہ میں ہجرت کر گئی تھیں جب سات ہجری میں خیبر فتح ہوگیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی خیبر میں ہی فروکش تھے تو یہ مہاجرین کا قافلہ حبشہ سے خیبر میں آکر حضور علیہ السلام سے آملا ۔ جب یہ سات ہجری کے شروع میں مدینہ آئے تو بعد میں حضرت حسنؓ کی ماہ رمضان میں پیدائش ہوئی اور آٹھ ہجری میں جب حضرت ابوسفیانؓ وہاں آئے تو یہ بمشکل سال کے تھے اس کے بعد حضرت حسینؓ کی عمر کا جھگڑا بھی ختم ہوگیا ملا باقر مجلسی نے جلاء العیون میں حضرت اسماء بنت عُمَیس کا دایہ ہونا اور عقیقہ کے وقت حضور علیہ السلام کا ان کو بکرے کی ران دینا لکھا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت حسنؓ سات ہجری میں ہی پیدا ہوئے (جلاء العیون صـ۲۰۳ طبع لاہور)

یہاں مزید تفصیل کا موقع نہیں ارباب تحقیق خود مطالعہ کریں تو حقیقت ان پر منکشف ہوجائیگی اور یہ سربستہ راز کھل جائیگا وفد نجران کی آمد کے وقت ان حضرات کی عمر کتنی تھی حضرت حسینؓ اس وقت شیر خوار بچے تھے جن کو روایت میں چادر میں خود داخل لکھا ہے ان حضرات کی عمر کے بارے میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے میں نے جو انداز اختیار کیا ہے وہ دوسروں سے الگ ہے

اس پر مزید لکھنا طوالت کا باعث ہوگا اور نہ ہی ان کی عمر کا زیادہ کاوش درکار ہے یہ ضمناً لکھ دیا ہے